باب دوم

صحیح قسم کی تعلیم

ناخواندہ شخص لازمی نہیں کہ جاہل اور نادان ہو۔ جاہل تو وہ ہے جو خود اپنے کو نہ پہچانے۔ پڑھا لکھا شخص اگر فہم و دانش حاصل کرنے کے لیے محض کتابیات، وسیع معلومات، یا مستند احکام کا سہارا لیتا ہے تو وہ محض احمق ہے۔ دانش مندی صرف خود شناسی سے حاصل ہوتی ہے جو دراصل نفسیات کے مجموعی عمل سے واقف اور آگاہ ہو جانے کا نام ہے۔ پس تعلیم صحیح معنوں میں خود شناسی ہے، کیونکہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اندر ساری کائنات کا ذخیرہ جمع کئے ہوئے ہے۔ آج کل جسے ہم تعلیم کہتے ہیں وہ تو محض کتابوں سے معلومات اور واقفیت کا اخذ کرنا ہے، جو ہر پڑھا لکھا شخص آسانی

سے کر سکتا ہے۔ موجودہ تعلیم ہمیں اپنی ذات سے گریز کرنے کا ایک نفیس و لطیف طریقہ سکھا دیتی ہے اور بالآخر تمام گریزوں کی طرح ایسی گریز سے ہماری مصیبت میں لامحالہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب تک ہمارا رشتہ تعلق بنی نوع انسان، موجودات عالم اور تصورات کے ساتھ غلط ڈھنگ کا رہے گا، تنازعات اور انتشار اس کا لازمی نتیجہ ہوں گے۔ جب تک ان تعلقات کی نوعیت کو ہم نہیں سمجھتے اور انکو نہیں بدلتے محض علمیت، واقعات کی فراہمی، یا مختلف قسم کے ہنر کا اکتساب ہمیں بلاشک تباہی اور خلفشار کی خندق میں ڈال دے گا۔

موجودہ سماجی نظام میں ہم اپنے بچوں کو اس غرض سے مدرسہ میں بھیجتے ہیں کہ وہ ایسا فن و ہنر حاصل کریں جس سے وہ برسر روزگار ہو کر کما سکیں۔ ہم سب سے پہلے بچہ کو ایک ماہر بنانا مقدم سمجھتے ہیں اور یہ امید کرتے ہیں کہ اس طرح وہ معاشی حیثیت سے بالکل محفوظ ہو جائے گا، لیکن کیا محض اکتساب فن سے ہم کبھی خود شناس بن سکتے ہیں؟ گو ہر چند پڑھنا لکھنا، یا انجینئری کا فن، یا کوئی اور ہنر سیکھنا ضروری ہے، مگر کیا محض حصول فن کی بدولت ہم میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی کہ زندگی کے تمام مسائل کو ہم سمجھ سکیں گے۔ یقیناً اصطلاحی تعلیم بالکل ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور اگر ہمارا مدعا محض حصولِ فن و ہنر ہے تو ہم صریحاً زندگی کے بیشتر حصے کی واقفیت سے محروم رہیں گے۔ زندگی تو خوشی و رنج، حسن و قبح پیار و محبت کا